Al-Milal (January-June 2025)
Vol. 7, No. 1 ISSN: 2663-4392

حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے شرائط سے متعلق احناف اور شوافع کے اختلافی آراء کا تحقیقی جائزہ A

Comparative Study of Hanafi and Shafi'i Views on the Legal Conditions for the Establishment of Hurmat-e-Musaharah

Dr. Muahmmad Ismail[1]
Abdullah[2]

Abstract: This research article provides a comprehensive examination of the conditions required for establishing the prohibition of marriage relations (Hurmat al-Musaharat) within the framework of Islamic jurisprudence. It primarily focuses on the differing perspectives of the Hanafi and Shafi'i schools of thought. The concept of Hurmat al-Musaharat is explored in depth, highlighting its relevance in Islamic family law and its implications for marital relations that are prohibited by affinity.

The paper offers a detailed comparative analysis of the legal reasoning and interpretive approaches of the Hanafi and Shafi'i jurists. It examines the sources of evidence they rely on, such as the Qur'an, Hadith, and the consensus of scholars, to derive their legal opinions. The article discusses how each school interprets the conditions for establishing Hurmat al-Musaharat and the implications of these interpretations on legal rulings and practical applications in Islamic society.

Through this comparative study, the research sheds light on the broader implications of these differing views, contributing to a deeper understanding of the diversity within Islamic legal thought. It also highlights the importance of scholarly discourse in shaping a nuanced understanding of family law in Islam

Keywords: *Hurmat al-Musaharat, Islamic Family Law, Hanafi School, Shafi'i School, Comparative Fiqh, Islamic Jurisprudence, Marital Prohibitions, Affinity in Islam, Legal Interpretation, Qur'an and Hadith, Scholarly Consensus*.

تمہید

یہ بات بدیہی اور اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالی نے انسانی نسل کی بقاء کے لیے نکاح کو ذریعہ بنایا۔ لیکن نکاح کے لیے انسانوں کو دوسرے حیوانوں کی طرح کسی تکوینی قانون کے حوالے نہیں کیا، بلکہ ان کو عقل وشعور دے کر

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Qurtaba University Peshawar:1
abuabdullah64@gmail.com
Ph.D Scholar, Department of Hadith & Sciences, Usuluddin, International Islamic University 2
Islamabad :abdullahroghani@gmail.com

Al-Milal (January-June 2025)
Vol. 7, No. 1 ISSN: 2663-4392

تشریعی قانون سے نوازا،اور قواعد وضوابط دے کراُسے قانون کا پابند بنایا۔نکاح بھی ایک شرعی حکم ہے، جس کے لیے اللہ کی طرف سے قوانین اور قواعد وضوابط دیے گئے ہیں۔اُن ضوابط میں سے ایک ضابطہ محرماتِ نکاح پر مشتمل ہے۔یعنی وہ عورتیں جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ محرماتِ نکاح کے تمام بحث کو ایک ضابطے میں اس انداز سے خلاصہ کیا جاسکتا ہے:

حرمت دو قسم کی ہے:

1۔ حرمت مؤبد: کہ جن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔

2۔ حرمت مؤقت: کہ جن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا وقتی طور پر کسی سبب کی وجہ سے حرام ہے،اور اگر وہ سبب دور ہو جائے، تو پھر نکاح جائز ہو گی۔

حُرمتِ ابدی کی تین قسمیں ہیں:

1۔ **محرمات نسب**:اس میں سات قسم کی عورتیں شامل ہیں۔

۱۔ماں ۲۔بیٹی ۳۔بہن ۴۔خالہ ۵۔پھوپھی ۶۔ بھتیجی ۷۔بھانجی

2۔ **محرمات رضاعت**:اس میں بھی یہی سات عورتیں شامل ہیں،یعنی رضاعی ماں، رضاعی بیٹی، رضاعی بہن، رضاعی خالہ، رضاعی پھوپھی، رضاعی بھتیجی اور رضاعی بھانجی۔

3۔ **محرماتِ مصاہرت**:اس میں چار قسم کی عورتیں شامل ہیں:

۱۔ساس یعنی بیوی کی ماں،اس میں بیوی کی دادی،نانی سب شامل ہیں۔اور یہ اس لیے حرام ہیں کہ یہ ماں کی طرح ہیں۔

۲۔بیوی کی بیٹی، بشرطیکہ ماں کے ساتھ مباشرت ہو چکی ہو۔اور یہ اس لیے حرام ہے کہ یہ بیٹی کی طرح ہے۔ یہاں یہ بات بڑی اہم ہے کہ کسی عورت سے عقد ہوتے ہی اُس کی ماں حرام ہو جاتی ہے، لیکن اگر ماں کے ساتھ نکاح کیا جائے تو اُس کی بیٹی اسی وقت حرام ہوتی ہے جب ماں سے مباشرت ہو، ورنہ صرف نکاح کی وجہ سے وہ حرام نہیں بنتی۔

Al-Milal (January-June 2025)
Vol. 7, No. 1 ISSN: 2663-4392

جیسے کہ قرآن کریم کی آیتِ کریمہ نے وضاحت کی ہے۔

"وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیۡ فِیۡ حُجُوۡرِكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ ۫ فَاِنۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡكُمۡ"[3]

"اور اُن بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہاری مباشرت ہو چکی ہو۔ ورنہ اگر ابھی تک مباشرت نہ ہو چکی ہو، تو (اُن کی بیٹیوں کے ساتھ نکاح کرنے میں) تم پر کوئی گرفت نہیں ہے"

یہاں پر عبدالرحمٰن الجزیری نے اس آیت کریمہ کی روشنی میں ایک ضابطہ بتایا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"العقد على البنات يحرم الأمهات والدخول بالأمهات يحرم البنات"[4]

"یعنی بیٹیوں کے ساتھ عقد ماؤں کو حرام کر دیتا ہے، جبکہ ماؤں کے ساتھ مباشرت بیٹیوں کو حرام کر دیتی ہے"

عبدالرحمٰن الجزیری نے اس حکم کا فلسفہ اس طرح بیان کیا ہے، کہ بیٹی سے صرف رشتہ ہونے سے اُس کی ماں حرام ہو جاتی ہے، لیکن ماں کے ساتھ صرف عقد کرنے سے بیٹی حرام نہیں ہو جاتی، بلکہ اُس کے ساتھ مباشرت بھی شرط ہے، وہ لکھتے ہیں:

"ولعل السر في ذلك أن البنت في حال صباها وأول حياتها تكون علاقتها بالرجل أشد وغيرتها عليه أعظم فينبغي أن يكون العقد عليها قاطعا لمطمع أمها حتى لا يحدث ضغينة وحقدا تنقطع به صلات المودة بخلاف الأم فإنه يسهل عليها أن تتنزل عن رجل لم يباشرها لبنتها التي تحبها حبا جما فلا تنقطع بينهما علائق المودة" [5]

"اور اس حکم کا راز یہ ہے کہ عورت اپنے جوانی اور نکاح ہوتے ہی مرد کے ساتھ گہرا رابطہ رکھتی ہے، اور اس معاملے میں بہت ہی غیرت رکھتی ہے۔ تو مناسب یہی ہے کہ مرد کے ساتھ عقد اُس کی ماں سے اس قسم کا ہر طمع اور اُمید منقطع کر دے۔ تاکہ اس قسم کا کوئی بغض و حسد پیدا نہ ہو جس سے محبت کے سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں، بخلاف ماں

3 - النساء،4: 23
4۔ عبدالرحمٰن الجزیری (1359ھ)، الفقہ علی المذاہب الاربعہ، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، 1434ھ)، 4: 55
5 - ایضاً

Al-Milal (January-June 2025)
Vol. 7, No. 1 ISSN: 2663-4392

کے، کہ اُس کے لیے یہ انتہائی آسان ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی انتہائی محبت کی وجہ سے اُس مرد سے دستبردار ہو جائے، جس سے ابھی تک اُس کی مباشرت نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے اس سے محبت کے رشتے نہیں ٹوٹتے"۔

۳۔ بہو، یعنی بیٹے کی بیوی۔ اس لیے کہ بیٹے کی بیوی بیٹی کی طرح ہوتی ہے۔ اس میں متبنّٰی یعنی لے پالک یا منہ بولے بیٹے کی بیوی شامل نہیں ہے، کیونکہ وہ بیٹے کی نہیں پرائے مرد کی بیوی ہے۔ اور یہ اس لیے کہ متبنّٰی اپنی ماں کا بیٹا ہے، نہ کہ اِس عورت کا۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَ مَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ ؕ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاہِکُمْ" [6]

"اور نہ اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنایا ہے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو تم لوگ اپنے منہ سے نکال دیتے ہو"

۴۔ سوتیلی ماں، یعنی باپ کی بیوی۔ اور یہ اس لیے حرام ہے کہ باپ کی بیوی ہونے کی وجہ سے اُس کا تقدس ماں کی طرح ہوتا ہے۔

2۔ **مؤقت محرمات**

یعنی وہ عورتیں جو وقتی طور پر کسی سبب کی وجہ سے حرام ہیں، اگر وہ سبب دور ہو جائے، تو پھر نکاح جائز ہو گی، اس کی چند قسمیں ہیں:

ا۔ **جمع بین الاختین**، کہ دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کر دیا جائے۔ جیسے کہ قرآن کریم میں آیا ہے: وأن تجمعوا بين الأختين [7] "یعنی یہ حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرو"۔

اس کے ساتھ عورت اور اُسے کے خالہ یا اُس کی پھوپھی یا اُس کی بھتیجی یا بھانجی کو جمع کرنا بھی جائز نہیں ہے جو کہ حدیث سے ثابت ہے: "عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يجمع بين المرأة وعمتها ولا بين المرأة وخالتها" [8]

---

6 - الأحزاب، 33: 4
7 - النساء، 4: 23
8 -الاصبحی ، مالک بن انس ، (179ھ)، مؤطا امام مالک (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ ، 1412ھ)،1: 578

"یعنی عورت اور اُس کی پھوپھی کو ایک نکاح میں جمع نہیں کیا جائے گا، اور نہ عورت اور اُس کے خالہ کو جمع کیا جائے گا"۔

اس کے لیے فقہاء نے ایک قاعدہ بنایا ہے، وہ یہ کہ ہر دو ایسی خواتین کا ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، جن میں اگر کسی ایک کو مرد فرض کر لیا جائے، تو دوسری کے ساتھ نکاح حرام ہو، شیخ بابرتی لکھتے ہیں: "يَحْرُمُ أَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ بِنِكَاحٍ أَوْ بِمِلْكِ يَمِينٍ وَطْئًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى: وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الأُخْتَيْنِ (النساء،4: 23)عَلَى الْإِطْلَاقِ، وَسَرَى حُكْمُهُمَا إلَى كُلِّ امْرَأَتَيْنِ لَوْ فُرِضَتْ إحْدَاهُمَا ذَكَرًا حَرُمَتْ الْأُخْرَى عَلَيْهِ بِعِلَّةِ قَطِيعَةِ الرَّحِمِ سَوَاءٌ كَانَ فِي النَّسَبِ أَوِ الرَّضَاعِ" [9]۔

"دو بہنوں کو بیک وقت نکاح یا ملک یمین میں جمع کرنا ہر صورت میں ناجائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے: 'اور یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرو'۔ یہی حکم اس صورت پر بھی منطبق ہوتا ہے کہ اگر ایک عورت کو مرد فرض کر لیا جائے تو دوسری اس پر حرام ہو گی۔ اس ممانعت کی علت قطع رحمی ہے، خواہ یہ رشتہ نسبی طور پر ہو یا رضاعت کے ذریعے۔"

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورت اور اُس کی ماں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

دوسری حالت غلامی کی ہے۔ اس کے تحت کسی عورت کے لیے اپنے غلام سے نکاح کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی کسی مرد کے لیے اپنی کنیز سے نکاح درست ہے۔ البتہ اگر وہ اسے آزاد کر دے تو اس سے نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

تیسری ممانعت کفر و شرک کی صورت ہے، یعنی کسی مسلمان کے لیے مشرکہ عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

چوتھی ممانعت تین طلاق والی عورت سے متعلق ہے، کہ وہ اپنے پہلے شوہر کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اور وہ شوہر بعد میں اسے طلاق نہ دے۔

9 ۔ البابرتي ، محمد بن محمد بن محمود، أكمل الدين أبو عبد الله ابن الشيخ شمس الدين ابن الشيخ جمال الدين الرومى، (786ھ)العناية شرح الهداية ، (بيروت:دارالفكر،سطن) 3: 213

Al-Milal (January-June 2025)
Vol. 7, No. 1 ISSN: 2663-4392

پانچویں ممانعت یہ ہے کہ اگر عورت کسی اور کے نکاح میں ہو یا عدّت گزار رہی ہو تو کسی شخص کے لیے اس سے شادی کرنا درست نہیں، یہاں تک کہ یا تو پہلا نکاح ختم ہو جائے یا عدّت پوری کر لی جائے۔

محرمات کے اس پورے بحث میں ہمارا موضوع حرمت مصاہرت کی تعریف و توضیح اور مذاہب اربعہ کی آراء کی روشنی میں اس کے ثبوت کے شرائط ہیں۔

مصاہرت کے لغوی و شرعی معانی

مصاہرت کا لفظ صِہرٌ سے نکلا ہے۔ازدواجی رشتہ کے سبب جو رشتہ دار بن جائے، اُسے عربی میں صِہرٌ کہا جاتا ہے۔اس

کی جمع أصہارٌ ہے۔قرآن کریم میں بھی یہی لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے: وَ ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّ صِہۡرًا [10]

"اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، پھر اسے نسب اور سسرالی رشتوں کے دو الگ تعلقات میں منسلک کیا"۔

مشہور ماہر لغت علامہ جوھری نے لکھا ہے:یقال: صاهرتُ إليهم، إذا تزوَّجْت فيهم وأَصْهَرْتُ بهم، إذا اتَّصلتَ بهم[11]۔ صهر کے معنی ہیں پگھلانا، جیسے عرب کہتے ہیں:وَ (صَهَرَ) الشَّيْءَ (فَانْصَهَرَ) أَيْ أَذَابَهُ فَذَابَ[12]

اسی سے صِہر بنا ہے، جو لغت اور شرعی اصطلاح دونوں میں ایک ہی معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس لیے کہ دونوں میں صہر کا اطلاق اُس رشتہ دار پر ہوتا ہے، جس کے ساتھ رشتے کا سبب نکاح ہوتا ہے، اور ان میں پھر خصوصی طور محرماتِ نکاح پر ہوتا ہے۔ مصاہرت کی تشریح عبدالرحمٰن الجزیری نے اس طرح کی ہے کہ اس کے اندر اس حرمت کا فلسفہ بھی بیان کیا ہے:

---

10 - الفرقان، 25: 54
11 - الجوہری، ابو نصر،اسماعیل بن حماد،الفرابی،(393ھ)، الصحاح فی اللغۃ،(بیروت: دارالمعرفۃ، 1426ھ) مادہ: صہر
12 - الرازی، ابوعبد الله ، محمد بن ابوبکر بن عبد القادر ،(666ھ)، مختار الصحاح، (بیروت: دارالکتاب العربی، 1402ھ)، مادہ: صہر

Al-Milal (January-June 2025)
Vol. 7, No. 1 ISSN: 2663-4392

"المصاهرة وصف شبيه بالقرابة ويتحقق في أربع : إحداها زوجة الابن وهي تشبه البنت . ثانيهما بنت الزوجة وهي تشبه البنت أيضا ثالثها زوجة الأب وهي تشبه الأم رابعها أم الزوجة وهي تشبه الأم أيضا"[13]

ترجمہ: "حرمتِ مصاہرت نسبی رشتہ کی طرح ایک وصف ہے، جو چار صورتوں میں متحقق ہوتا ہے:

اُن میں سے ایک بیٹے کی بیوی (بہو)۔اور یہ (اس لیے حرام ہے کہ) بیٹی کی طرح ہے۔ دوسرے بیوی کی بیٹی (ربیبہ یعنی سوتیلی بیٹی)۔اور یہ (اس لیے حرام ہے کہ) بیٹی کی طرح ہے۔ تیسرے باپ کی بیوی، اور وہ (اس لیے حرام ہے) ماں کی طرح ہے۔ چوتھے بیوی کی ماں (ساس)، اور وہ (اس لیے حرام ہے کہ) ماں ہی کی طرح ہے"۔

اس مسئلے پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ بیٹے کی بیوی، والد کی بیوی اور بیوی کی ماں محض عقدِ صحیح کے سبب ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا جب والد کسی عورت کے ساتھ عقدِ صحیح کرتا ہے تو وہ عورت فوراً اُس کے بیٹے، پوتے اور ان کے ذیل کی نسل کے تمام مردوں پر حرام ہو جاتی ہے، اس میں ازدواجی تعلق شرط نہیں بلکہ محض عقد کافی ہے۔ اسی طرح جب بیٹا کسی عورت کے ساتھ عقد کرتا ہے تو وہ عورت اُس کے والد، دادا اور اوپر تک سب کے لیے حرام ہو جاتی ہے، اور یہاں بھی مباشرت کی شرط نہیں بلکہ صرف عقد ہی حرمت کے لیے کافی ہے۔ مزید یہ کہ جس عورت کے ساتھ عقد کیا جائے، اُس کی ماں، نانی اور اوپر کی تمام خواتین عقد کرنے والے پر حرام ہو جاتی ہیں، البتہ اس عورت کی بیٹی اُس وقت تک حرام نہیں ہوتی جب تک ماں کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم نہ کیا جائے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ رَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیۡ فِیۡ حُجُوۡرِکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیۡ دَخَلۡتُمۡ بِہِنَّ ۫ فَاِنۡ لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِہِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ[14] ''اور اُن بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارہ مباشرت ہو چکی ہو۔ ورنہ اگر ابھی تک مباشرت نہ ہو چکی ہو، تو (اُن کی بیٹیوں کے ساتھ نکاح کرنے میں) تم پر کوئی گرفت نہیں ہے''

13 - عبدالرحمٰن الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعہ، 56:4

14 - النساء، 4: 23

البتہ جہاں تک باپ کی بیوی کی دوسرے شوہر سے پیدا ہونے والی بیٹی کا تعلق ہے، جو اس باپ کی اپنی اولاد میں شامل نہ ہو، تو وہ بیٹے پر حرام نہیں ہوتی۔ اسی طرح بیٹے کی بیوی کی دوسرے شوہر سے بیٹی بھی باپ پر حرام نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ماں کے شوہر کی کسی دوسری بیوی کی بیٹی ہو تو وہ بھی اس عورت کے بیٹے پر حرام نہیں ہے، اور نہ ہی شوہر کی ماں بیٹے پر حرام ہے۔ مزید یہ کہ باپ کی بیوی کی ماں، بیٹے کی بیوی کی ماں اور سوتیلے بیٹے (ربیب) کی بیوی بھی حرام شمار نہیں ہوتیں۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے ایسی عورت سے عقد کیا ہو جس کا دوسرے شوہر سے بیٹا موجود ہے، تو اس بیٹے کی مطلقہ اپنی ماں کے شوہر کے لیے حلال ہو گی۔

حرمتِ مصاہرت کے مذکورہ صورتوں میں فقہاء اور ائمہ کے درمیاں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک عقدِ فاسد، زنا یا وطئ بشبہۃ (کسی غیر عورت کو غلطی اور نا سمجھی میں اپنی بیوی سمجھ کر مباشرت کرنا) کا تعلق ہے، تو اس کے سبب حرمتِ مصاہرت کے حکم میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔

حنفی فقہاء کے نزدیک عقد فاسد سے حرمت مصاہرت واجب نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ابن عابدین شامی نے کہا ہے:

قوله (بمجرد العقد الصحيح) يفسره قوله وإن لم توطأ ، قوله (الصحيح) احتراز عن النكاح الفاسد فإنه لا يوجب بمجرده حرمة المصاهرة بل بالوطء أو ما يقوم مقامه من المس بشهوة والنظر بشهوة لأن الإضافة لا تثبت إلا بالعقد الصحيح ، أي الإضافة إلى الضمير في قوله تعالى : وأمهات نسائكم(النساء، 4: 23)[15] ''حرمتِ مصاہرت صرف عقد صحیح سے ثابت ہوتی ہے، اگرچہ اُس میں مباشرت نہ ہوئی ہو۔ عقد کے ساتھ صحیح کی قید کے ذریعے نکاحِ فاسد سے احتراز کیا گیا ہے۔ کیونکہ صرف عقدِ فاسد سے حرمتِ مصاہرت واجب نہیں ہوتی بلکہ مباشرت یا جو اُس کے قائم مقام ہو جیسے شہوت کے ساتھ مس اور شہوت ہی کے ساتھ نظر سے حرمتِ مصاہرت واجب ہوتی ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اضافت عقدِ صحیح سے ہی ثابت ہوتی ہے، یعنی آیتِ مبارکہ میں بیویوں کی مائیں کہا ہے" اسی طرح

---

15 - ابن عابدين شامی، محمد امين بن عمر بن عبد العزيز عابدين ، الدمشقی ، (1252ھ)،ردّ المحتار على الدر المختار حاشية ابن عابدين،(بيروت : دارالمعرفة، 1428ھ) ، 4: 110 ومابعد)

امام کاسانی نے کہا ہے: ثُمَّ حُرْمَةُ الْمُصَاهَرَةِ تَثْبُتُ بِالْعَقْدِ الصَّحِيحِ وَتَثْبُتُ بِالْوَطْءِ الْحَلَالِ بِمِلْكِ الْيَمِينِ حَتَّى إنَّ مَنْ وَطِئَ جَارِيَتَهُ تُحَرَّمُ عَلَيْهِ أُمُّهَا وَابْنَتُهَا وَجَدَّاتُهَا وَإِنْ عَلَوْنَ وَبَنَاتُ بَنَاتِهَا وَإِنْ سَفَلْنَ وَتُحَرَّمُ هِيَ عَلَى أَبِ الْوَاطِئِ وَابْنِهِ وَعَلَى أَجْدَادِ أَجْدَادِ الْوَاطِئِ وَإِنْ عَلَوْا ، وَعَلَى أَبْنَاءِ أَبْنَائِهِ وَإِنْ سَفَلُوا"[16]

حرمتِ مصاہرت صرف عقدِ صحیح کے ذریعے ہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ ملکِ یمین کے تحت موجود لونڈی کے ساتھ جائز مباشرت سے بھی قائم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے ازدواجی تعلق قائم کیا تو اس پر اس لونڈی کی ماں، نانی اور اس سے اوپر کی تمام عورتیں ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح اُس کی بیٹیاں اور بیٹیوں کی بیٹیاں اور نیچے تک سب حرام ہو جاتی ہیں، اور یہ لونڈی جماع کرنے والے کے باپ اور اُس کے بیٹے اور اوپر تک کے تمام اجداد پر حرام ہو جاتی ہے، اسی طرح اُس کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں اور نیچے تک سب پر حرام ہو جاتی ہے"

امام کاسانی کی اس وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہائے احناف کے نزدیک اگر کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ عقدِ فاسد کیا ہو تو اس سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ جبکہ دیگر تینوں ائمہ کے نزدیک عقدِ فاسد بھی حرمتِ مصاہرت کا موجب بنتا ہے، یعنی ان کے نزدیک نکاح اگر فاسد ہو تب بھی حرمتِ مصاہرت لازم آجاتی ہے۔

واضح رہے کہ عقدِ فاسد میں اگر جماع ہو جائے، تو حرمتِ مصاہرت تمام ائمہ کے نزدیک ثابت ہو گی، اور یہاں حنفی فقہاء کے نزدیک حرمت عقد سے نہیں بلکہ جماع سے ثابت ہو گی۔ جیسے امام سرخسی فرماتے ہیں:

وَإِذَا وَطِئَ الرَّجُلُ امْرَأَةً بِمِلْكِ يَمِينٍ أَوْ نِكَاحٍ أَوْ فُجُورٍ يَحْرُمُ عَلَيْهِ أُمُّهَا وَابْنَتُهَا وَتَحْرُمُ هِيَ عَلَى آبَائِهِ وَأَبْنَائِهِ[17] ۔"اگر کسی نے عورت کے ساتھ ملکِ یمین یا نکاح یا زنا کر کے مباشرت کی، تو اس پر اُس عورت کی ماں حرام ہو جاتی ہے، اسی طرح اُس عورت کی بیٹی بھی حرام ہو جاتی ہے، اور اسی طرح یہ عورت اس زانی کے باپ دادا اور اس کے بیٹوں پوتوں سب پر حرام ہو جاتی ہے" اسی طرح امام کاسانی لکھتے ہیں:

---

16 - کاسانی، علاء الدین ، ابی بکر بن مسعود، ، (587ھ)بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، (قاہرہ: دار الحدیث ، 2005م)، 3: 416)

17 - السرخسی، ابو بکر، محمد بن سھل، (438ھ)، کتاب المبسوط، (بیروت: دار الفکر، 1432ھ)، 3:188

وَكَذَا تَثْبُتُ بِالْوَطْءِ فِي النِّكَاحِ الْفَاسِدِ [18] ۔"اور اسی طرح نکاح فاسد میں جماع کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے"اسی طرح حنفی فقہاء کے نزدیک نکاحِ فاسد میں اگر شہوت کے ساتھ مَس کیا یا شہوت کے ساتھ نظر کیا، تو اس صورت میں حرمتِ مصاہرت ثابت ہو گی، لیکن یہ نکاحِ فاسد کی وجہ سے نہیں بلکہ مس بشہوۃ یا نظر بشہوۃ کے سبب ثابت ہو گی۔ حنفی فقہاء کے نزدیک چار چیزوں سے حرمت مصاہرت واجب ہوتی ہے: عقدِ صحیح، جِماع، مس یعنی چُھ کرنا اور عورت کے شرمگاہ کے اندرونی حصے کو دیکھنا۔ان چاروں میں تین یعنی عقدِ صحیح، مباشرت اور شرمگاہ کے اندرونی حصے کو دیکھنا تو واضح ہیں لیکن مس یعنی چُھ کرنے سے مراد مطلق چُھ کرنا نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد وہ مَس ہے جو شہوت کے ساتھ ہو۔اس لیے کہ ویسے اپنے ساس سے ملنا یا اُس سے ہاتھ ملانا یا جسم کے مس ہونے سے حرمت مصاہرت واجب نہیں ہوتی، اور نہ شرعاً اس میں کوئی قباحت ہے۔ کیونکہ داماد اپنے ساس کے لیے محَرم ہے، جس کے ساتھ وہ اکیلے سفر کر سکتی ہے۔ سواری میں یا کسی بھی جگہیں اُس کے ساتھ اکٹھے بیٹھا جا سکتا ہے۔ اس لیے بات واضح ہو گئی کہ جس مَس سے حرمتِ مصاہرت واجب ہوتی ہے، اُس سے مراد شہوت کے ساتھ مس ہی ہے۔ جیسے علامہ ابن نجیم مصری نے اس کا تذکرہ کیا ہے:

فَإِنْ تَزَوَّجَهَا فَاسِدًا فَلَا تَحْرُمُ أُمُّهَا بِمُجَرَّدِ الْعَقْدِ بَلْ بِالْوَطْءِ أَوْ مَا يَقُومُ مَقَامَهُ مِنْ الْمَسِّ بِشَهْوَةٍ وَالنَّظَرِ بِشَهْوَةٍ[19]

"اگر کسی عورت کے ساتھ عقدِ فاسد کیا جائے تو صرف عقد کی بنیاد پر اس عورت کی ماں حرام نہیں ہوتی، بلکہ حرمت اُس وقت ثابت ہوتی ہے جب مباشرت ہو، یا کوئی اس کے قائم مقام عمل واقع ہو، جیسے شہوت کے ساتھ چھونا یا شہوت انگیز نظر ڈالنا۔"

18 ۔ کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،3: 416)

19 ۔ ابن نُجیم ، زین الدین بن ابراھیم بن محمد ، الحنفی،ا لمصری (930ھ)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، (بیروت : دارالکتب العلمیۃ، 1434ھ)، 3: 100

اس لیے یہ بات واضح رہے کہ حرمتِ مصاہرت میں مس اگر کسی قید کے بغیر مطلق بھی ذکر ہو جائے تو اس سے مراد وہ مس ہو گا جو شہوت کے ساتھ ہو۔ حتیٰ کہ اگر اضطراری حالت میں کسی عورت کے اندامِ نہانی کو بغیر شہوت کے مس کیا، تو حرمت مصاہرت واجب نہیں ہو گی۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ عورت بامر مجبوری مرد ڈاکٹر کے پاس جاتی ہے۔ اور بیماری کی تشخیص کے لیے عورت کے اندام نہانی کو صرف مس کرنا نہیں بلکہ اُس کے اندر ہاتھ لے جانا ضروری ہو، یا دیکھنا ضروری ہو۔ تو ایسی صورت میں اگر حکم یہ ہوتا کہ عورت کے اندامِ نہانی کو اس طرح مس کرنے سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے تو اس میں عام معاشرتی مسائل پیدا ہونے کا بڑا خطرہ نہیں بلکہ خطرات اور لاتعداد مسائل پیدا ہو سکتے تھے۔

خصوصاً اُس وقت جب ساس بیمار ہو اور مرد ڈاکٹر داماد ہو، اور ہاتھ سے اندامِ نہانی کو ٹچ کرنا لازمی اور ضروری ہو، ایسی صورت میں اگر حرمت مصاہرت لازم ہوتا، تو یا تو علاج ناممکن ہو جاتا، یا پھر حرام کا ارتکاب کرنا ہوتا۔ اس لیے یہ بات انتہائی حساس نوعیت کی ہے، کہ مس کے لفظ کے ساتھ "بشھوۃ" کی شرط لازمی ہے۔ البتہ یہاں ڈاکٹر کے لیے شریعت نے حدود ضرور مقرر کیے ہیں کہ اُس کا ہاتھ مرض کی تشخیص کے لیے ضروری اور لازمی جگہوں سے زیادہ آگے نہ بڑھیں، اور نہ وہ اس معائنے سے اپنے دل میں یا ظاہری جسم میں کوئی لذت محسوس کرے، اگر ایسا ہو گا۔ تو حرمت مصاہرت واجب ہونے کے ساتھ یہ ڈاکٹر گناہگار ہو گا، اور عند اللہ ماخوذ بھی ہو گا ۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ چونکہ مصاہرت کا مسئلہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے، کہ کسی ایک معمولی غلطی کی وجہ سے اُس پر اُس کی بیوی حرام ہو جائے۔ اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ ساس اپنے داماد سے ایسا کوئی معائنہ نہ کرائیں الا یہ کہ اس کے علاوہ کوئی اور ڈاکٹر موجود ہی نہ ہو، اور مرض کا علاج اس معائنے کے بغیر نہ ہو سکتا ہو۔

شافعی فقہاء بھی اس بات میں تو احناف کے ساتھ متفق ہیں کہ محض عقدِ فاسد کے ساتھ حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، لیکن وہ یہاں اس مسئلے کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک وہ صورت جس میں عورت کے ساتھ محض عقد کرنے سے اُس کی ماں حرام ہو جاتی ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ جہاں محض عقد کی

وجہ سے ماں حرام نہیں ہوتی جب تک اس کے ساتھ مباشرت نہ ہو۔اسی بناپر فقہاء کہتے ہیں کہ وہ تمام حالتیں جن میں حرمت ثابت کرنے کے لیے مجامعت شرط ہے، وہاں عقدِ فاسد بھی حرمتِ مصاہرت کا سبب بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ماں کی بیٹی اس وقت تک حرام نہیں ہوتی جب تک ماں کے ساتھ مباشرت نہ کی گئی ہو، لہٰذا اگر کسی عورت کے ساتھ عقدِ فاسد کیا گیا اور پھر اسی عقد کی بنیاد پر مباشرت ہوئی تو اس کی بیٹی اس پر حرام ہو جائے گی۔ لیکن جن عورتوں کی حرمت صرف عقد سے ہی ثابت ہو جاتی ہے، وہاں یہ شرط ہے کہ عقد صحیح ہو۔ جیسے بیٹی، کہ اس کے ساتھ عقدِ صحیح کے فوراً بعد اس کی ماں حرام ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر بیٹی کے ساتھ عقدِ فاسد کیا جائے اور مباشرت نہ ہو تو اس کی ماں حرام نہیں ہو گی۔ البتہ اگر اس عقدِ فاسد کے بعد مباشرت کی جائے تو اس کی ماں بھی اس تعلق کی بناپر حرام ہو جائے گی، چاہے وہ مباشرت دُبُر ہی میں کیوں نہ ہو۔

اسی طرح باپ کی بیوی بھی محض عقد کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہے، لیکن اس حرمت کے لیے شرط یہ ہے کہ عقد صحیح ہو۔ البتہ اگر اس کے ساتھ خلوت اور مباشرت واقع ہو جائے تو وہ مباشرت ہی حرمت کا سبب بنے گی، چاہے عقد فاسد ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح بیٹے کی بیوی بھی محض عقد کی بناپر حرام ہو جاتی ہے، لیکن یہاں بھی شرط یہی ہے کہ عقد صحیح ہو، جیسا کہ اس سے پہلے بیان کردہ شرائط میں وضاحت ہو چکی ہے۔

جیسے کہ عبدالرحمٰن الجزیری نے کہا ہے، وہ لکھتے ہیں:

الشافعية - قالوا : العقد الفاسد يوجب حرمة المصاهرة فيمن اشترط في تحريمها الوطء كالأم فإن بنتها لا تحرم إلا بوطئها فإذا عقد عليها عقدا فاسدا ثم وطئها بناء على ذلك العقد حرمت بنتها أما التي تحرم بمجرد العقد فإنه يشترط في تحريمها أن يكون العقد صحيحا - كالبنت - فإن أمها تحرم بمجرد العقد عليها بشرط أن يكون صحيحا فإذا عقد على البنت عقدا فاسدا ولم يدخل بها لم تحرم أمها نعم إذا وطئها بعد ذلك العقد الفاسد حرمت أمها بالوطء ولو في الدبر - ومثل ذلك زوجة الأب فإنها تحرم بمجرد العقد فيشترط في تحريمها بمجرد العقد أن يكون العقد صحيحا أما إذا دخل عليها ووطئها فإنها تحرم بالوطء ولو كان

العقد فاسدا وكذا زوجة الابن فإنها تحرم بمجرد العقد فيشترط أن يكون صحيحا على الوجه المتقدم [20]

شافعی فقہاء کی اس وضاحت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حرمت دو بنیادوں پر ثابت ہو جاتی ہے: ایک عقدِ صحیح کے ذریعے، اور دوسری مباشرت کے ذریعے، خواہ وہ عقدِ صحیح کے تحت ہو، یا عقدِ فاسد کے ساتھ، یا پھر کسی شبہے کی بناپر واقع ہوئی ہو۔ حتیٰ کہ اگر مباشرت عورت کے مقعد میں ہی کیوں نہ کی گئی ہو، تب بھی حرمت لازم آتی ہے۔

یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ شافعی فقہاء کا اس ایک مسئلے میں حنفی فقہاء کے ساتھ بہت معمولی اختلاف ہے۔ لیکن آگے یہ اختلاف اس طرح زیادہ ہوگیا ہے، کہ شافعی فقہاء کے نزدیک حرمتِ مصاہرت زنا، مس بشہوۃ اور نظر بشہوۃ سے ثابت نہیں ہوتی، جب کہ حنفی فقہاء کے نزدیک ان تینوں سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے: وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيۡ فِيۡ حُجُوۡرِكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ [21]

"اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہے۔اُن بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہاری مباشرت ہوچکی ہو"

امام شافعی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ سے اس طرح استدلال کرتے ہیں، کہ ربائب کے ساتھ اللہ تعالی نے نکاح اس شرط پر حرام کیا ہے کہ وہ ہمارے اُن بیویوں میں سے ہوں، جن کے ساتھ مباشرت ہوچکی ہو۔ اور ہماری بیویاں وہی ہوں گی، جن کے ساتھ ہمارا نکاح ہوچکا ہو، اور نکاح ہی کے ذریعے مباشرت حرمت کے ثبوت کے لیے شرط ہے۔ جب کہ زنا تو نکاح کے بغیر ہوتا ہے، اس لیے زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ عبدالرحمٰن

20 ۔عبدالرحمٰن الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعہ، 58:4

21 ۔ النساء، 4: 23

الجزیری لکھتے ہیں: أما الزنا فإنه لا يوجب حرمة المصاهرة على أي حال لأنها نعمة من الله لا يصح زوالها بذلك الفعل المحرم [22]

"اور زنا کسی صورت بھی حرمتِ مصاہرت کو واجب نہیں کرتی۔اس لیے کہ مصاہرت اللہ کی نعمت ہے، جسے اس حرام کام کے ذریعے ختم کرنا صحیح نہیں ہے"۔ حتی کہ امام شافعی کی رائے تو یہاں تک ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا، اور اس زنا سے اُس عورت کی بیٹی پیدا ہوئی، تو وہ اس زانی پر حرام نہیں ہے، کیونکہ امام شافعی کے نزدیک زنا کے پانی کی کوئی حرمت نہیں ہے۔ جیسے عبدالرحمٰن الجزیری نے لکھا ہے: ويجوز للرجل أن يتزوج بنته المخلوقة من مائه زنا فإذا زنا بامرأة وحملت منه سفاحا وجاءت ببنت فإنها لا تحرم عليه لأن ماء الزنا لا حرمة له وكما تحل له تحل لأصوله وفروعه ولكن يكره له نكاحها[23]۔

''یہ جائز ہے کہ اپنی بیٹی جو زنا کے ذریعے اس کے پانی سے پیدا ہوئی، سے نکاح کرے۔ تو اگر اس نے کسی عورت سے زنا کیا، اور اس کے زنا سے ہی وہ حاملہ ہو گئی، جس سے بیٹی پیدا ہوئی، تو یہ بیٹی اس پر حرام نہیں ہے ۔ یہ اس لیے کہ زنا کی پانی کی کوئی حرمت نہیں ہے۔ اور جیسے اس زانی کے لیے وہ حلال ہے، اسی طرح اس کے اُصول اور فروع کے لیے بھی حلال ہے۔ البتہ اس کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ ضرور ہے''

اسی طرح نظر سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ وكما لا يحرم الزنا لا يحرم المس ولا النظر بشهوة على أي حال[24]۔"اور جیسے زنا حرام نہیں کرتا، اسی طرح شہوت کے ساتھ مس کرنا اور دیکھنا بھی حرمتِ مصاہرت کسی صورت بھی واجب نہیں کرتا'' اور یہ اس لیے کہ نظر سے روزہ بھی نہیں ٹوٹتا اور نہ حالتِ احرام میں اس سے احرام پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح ''مس" بھی ہے کہ اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اگر چہ امام شافعی کا دوسرا قول اس کے خلاف ہے، جس میں اُنہوں نے ''مس" کو حرمت ثابت ہونے کا ذریعہ قرار دیا

22 - أيضا
23 - أيضا
24 - أيضا

ہے، اس لیے کہ مس بھی ایک گونہ استمتاع کے حکم میں ہے۔ شافعی فقہاء نے اس حدیث کو بھی دلیل میں پیش کیا ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وسَلَّمَ ، قَالَ : لاَ يُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلاَلَ[25] "ایک حرام کسی حلال کو حرام نہیں بنا سکتا"۔ جب کہ زنا کی وجہ سے تحریم کا حکم تو حلال کو حرام ٹھہرانے کے مترادف ہے۔ جیسے کہ امام ماوردی نے الحاوی الکبیر میں نقل کیا ہے

وَأَنَّ عُمَرَ حِينَ جَلَدَ الْغُلَامَ وَالْجَارِيَةَ حَرَصَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا مِنْ غَيْرِ اعْتِبَارِ عِدَّةٍ فَأَبَى الْغُلَامُ، وَلِأَنَّ وُجُوبَ الْعِدَّةِ مِنَ الْمَاءِ إِنَّمَا يَكُونُ لِحُرْمَتِهِ وَلُحُوْقِ النَّسَبِ بِهِ وَلَا حُرْمَةَ لِهَذَا الماء تقضي لحوق النسب، فلم تجب مِنْهُ الْعِدَّةُ، وَلِأَنَّهُ لَمَّا انْتَفَى عَنِ الزِّنَا سَائِرُ أَحْكَامِ الْوَطْءِ الْحَلَّالِ مِنَ الْمَهْرِ وَالنَّسَبِ والإحسان وَالْإِحْلَالِ لِلزَّوْجِ الْأَوَّلِ انْتَفَى عَنْهُ حُكْمُهُ فِي العدة [26]

"عمر رضی اللہ عنہ نے جب ایک لڑکے اور لڑکی کو دُرے مارے تو چاہا کہ بغیر عدت گذارے دونوں کا نکاح کرائے، تو لڑکے نے اس سے انکار کیا (ورنہ عمر رضی اللہ عنہ نے تو فیصلہ کر دیا تھا) اور یہ اس لیے کہ عدت کے وجوب کا حکم تو نکاح کی حرمت اور اس کے ساتھ نسب کے تعلق کی وجہ سے ہے، اور اس پانی (نطفہ) کی کوئی وقعت نہیں، جس سے نسب ثابت ہو۔ تو اس سے عدت بھی واجب نہیں ہے۔ اور یہ اس لیے بھی کہ زنا سے نکاح کے سارے احکام منتفی ہیں جیسے لزومِ مہر، ثبوتِ نسب، احسان، پہلے شوہر کے لیے حلال ہونا، اس لیے اس سے عدت بھی منتفی ہی ہو گی۔

25 ۔محمد بن يزيد القزوينى ، أبو عبد الله، ابن ماجة، (275ھ)، سنن ابن ماجہ، (بيروت: دار المعرفة ، 1419ھ)، كتاب النكاح، بَابُ لاَ يُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلاَلَ، حديث نمبر 2015

26 ۔ الماوردي، أبو الحسن، علي بن محمد بن محمد بن حبيب، البصري ، البغدادي، (450ھ)الحاوي الكبير في فقہ مذهب الإمام الشافعي ،شرح مختصر المزني، (بيروت: دارالكتب العلميہ، 1414ھ)، 9: 191